

۵۔ تضحیکِ روزگار



مرزا محمد رفیع سودا

پہلی بات : جس نظم میں کسی کا مذاق اڑایا جاتا یا اس کی برائی کی جاتی ہے، اسے ہجو کہتے ہیں۔ ہجو قصیدے کی صورت میں بھی لکھی جاتی ہے، ایسا قصیدہ ہجو یہ قصیدہ کہلاتا ہے۔ زمانے کے خراب حالات کا مذاق اڑاتے ہوئے سودا نے ایک شخص کے گھوڑے کی ہجو لکھی ہے۔

جان پہچان : مرزا محمد رفیع سودا ۱۷۰۶ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہیں انھوں نے فارسی و عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سودا قادر الکلام شاعر تھے۔ انھوں نے بہت سی اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی۔ انھوں نے غزلیں، نظمیں، مثنویاں، قصیدے، مرثیے، قطعات، رباعیات، پہیلیاں وغیرہ کہی ہیں۔ قصیدہ گوئی اور ہجونگاری میں ان کا مرتبہ اردو شاعروں میں سب سے بلند ہے۔ سودا کا انتقال ۲۶ جون ۱۷۸۱ء کو لکھنؤ میں ہوا۔

رکھتا نہیں ہے دستِ عنال کا بہ یک قرار
ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار
موچی سے کفشِ پا کو کٹھاتے ہیں وہ ادھار
پاوے سزا جو ان کا کوئی نام لے نہار
گھوڑا رکھیں ہیں ایک، سو اتنا خراب و خوار
رکھتا ہو جیسے اسپِ گلی طفلِ شیر خوار
فاقوں کا اس کے، اب میں کہاں تک کروں شمار
ہرگز نہ اٹھ سکے وہ اگر بیٹھے ایک بار
میخیں گر اس کے تھان کی ہوویں نہ استوار
دھونکے ہے دم کو اپنے کہ جوں کھال کو لہار
آیا یہ دل میں، جائے گھوڑے پہ ہو سوار
مشہور تھا جنھوں کئے وہ اسپِ نابکار
گھوڑا مجھے سواری کو اپنا دو مستعار
ایسے ہزار گھوڑے کروں تم پہ میں نثار
یہ واقعی ہے، اس کو نہ جانو گے انکسار
مجھ سے کہا نقیب نے آکر، ہے وقت کار

ہے چرخ جب سے اہلِ ایام پر سوار
جن کے طویلے بیچ، کوئی دن کی بات ہے
اب دیکھتا ہوں میں کہ زمانے کے ہاتھ سے
ہیں گے چنانچہ ایک ہمارے بھی مہرباں
نوکر ہیں سو روپے کے دیانت کی راہ سے
نے دانہ و نہ کاہ، نہ تیمار، نے سنیس
ناطقی کا اس کی، کہاں تک کروں بیاں
مانند نقشِ نعلِ زمیں سے بجز فنا
ہے اس قدر ضعیف کہ اڑ جائے باؤ سے
نے اُستخوان، نہ گوشت، نہ کچھ اس کے پیٹ میں
القصہ، ایک دن مجھے کچھ کام تھا ضرور
رہتے تھے گھر کے پاس قضارا وہ آشنا
خدمت میں اُن کی، میں نے کیا جا کے التماس
فرمایا تب انھوں نے کہ اے مہربانِ من
لیکن کسو کے چڑھنے کے لائق نہیں یہ اسپ
دہلی تک آن پہنچا تھا جس دن کہ مرہٹہ

مدت سے کوڑیوں کو اڑایا ہے گھر میں بیٹھ
لاچار ہو کے تب تو بندھایا میں اس پہ زیں
چابک تھے دونوں ہاتھوں میں، پکڑے تھامنہ میں باگ
آگے سے تو بڑا اسے دکھلائے تھا سنیس
اس مضحکے کو دیکھ ہوئے جمع خاص و عام
پہیے اسے لگاؤ کہ تا ہووے یہ رواں
گھوڑا تھا بسکہ لاغر و پست و ضعیف و خشک
جاتا تھا جب، ڈپٹ کے میں اس کو، حریف پر
جب دیکھا میں کہ جنگ کی یاں یوں بندھی ہے شکل
دھر دھمکا واں سے لڑتا ہوا شہر کی طرف

سودا نے تب قصیدہ کہا سن یہ ماجرا
ہے نام اس قصیدے کا تضحیک روزگار

خلاصہ : سودا اس ہجویہ قصیدے میں زمانے کی خرابیوں اور برے حالات کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی مثال میں وہ بتاتے ہیں کہ انسان تو انسان جانوروں کا بھی حال برا ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک گھوڑا تھا، نہایت کمزور اور ناطقتی کا مارا۔ ایک دن سودا نے سوچا کہ گھوڑے والے سے گھوڑا ادھار لے کر بازار چلے جائیں۔ گھوڑے والا انھیں گھوڑا دینے کو تیار تھا مگر وہ کہتا ہے کہ یہ گھوڑا چلنے پھرنے سے بھی معذور ہے۔ جب دہلی پر مراٹھوں نے حملہ کیا تو میں اس پر سوار ہو کر میدان جنگ میں جانے کو تیار ہوا مگر گھوڑا جگہ سے ہلنے کو تیار نہ تھا۔ لوگ میرا مذاق اڑانے لگے۔ وہ بولے کہ اسے پیسے لگاؤ یا اس پر بادبان باندھو تا کہ ہوا اُسے سرکا کر لے جائے۔ ایک شخص گھوڑے کو پیچھے سے مارتا اور دوسرا آگے سے اسے کھانے کا لالچ دے رہا تھا مگر گھوڑا ہلنا تھا نہ ہلا۔ تب میں نے یعنی گھوڑے والے نے اسے اس طرح کھینچنا شروع کیا جیسے بچے لاٹھی پر گھوڑا سواری کھیلتے ہیں۔ آخر کار میں نے اسے بغل میں دبایا اور خود دوڑتا ہوا گھر تک اسے لاسکا۔ سودا نے یہ سارا واقعہ اس قصیدے میں بیان کیا ہے۔

معانی و اشارات

تضحیک	- زلت، ہنسی اڑانا	نہار	- صبح، دن (کے وقت)
ابلق ایام	- زمانے کا گھوڑا، مراد زمانہ	خراب و خوار	- بے حد خراب
عنان	- لگام	نہ	- نہ
کفش پا	- پاؤں کی جوتی	تیار	- نگران
گٹھانا	- سلوانا	تو بڑا	- گھوڑے کے کھانے کی تھیلی جس میں اناج
ہیں گے	- ہیں، ہوتے ہیں		- رکھ کر گھوڑے کے منہ پر باندھ دیتے ہیں۔

نقیب - اعلان کرنے والا
 کوڑیاں اڑانا - وقت ضائع کرنا
 باگ - لگام
 تک تک - گھوڑے سوار کا ایڑیوں سے گھوڑے کو مارنا
 پاشنہ - ایڑی
 فگار - زخمی
 مضحکہ - مذاق، مزے دار واقعہ
 مدبر - عقل مند
 کہ تا - تاکہ
 پون کے اختیار - ہوا کے حوالے
 بسکہ - چونکہ
 خفیف - شرمندہ
 کارزار - جنگ
 ڈپٹ کے - دوڑ کر
 حریف - مقابل
 طفل نے سوار - لاٹھی پر گھوڑے کی سواری کرنے والا بچہ
 تضحیک روزگار - زمانے کا مذاق

سنبیس - گھوڑے کو سنبھالنے والا (سائیس)
 اسپ گلی - مٹی کا گھوڑا (کھلونا)
 طفل شیرخوار - دودھ پیتا بچہ
 نقش نعل - نعل کا نشان
 بجز - سوائے
 باؤ - ہوا
 میخیں - کیلیں
 استخوان - ہڈی
 لہار - لوہار
 دم دھونکنا - ہوا بھرنا
 القصہ - بہر حال، مختصر یہ کہ
 قضا را - اتفاق سے
 آشنا - دوست
 کنے - پاس
 اسپ نابکار - نالائق گھوڑا
 مستعار - اُدھار
 مہربان من - میرے مہربان (دوست)
 کسو - کسی

مشقی سرگرمیاں

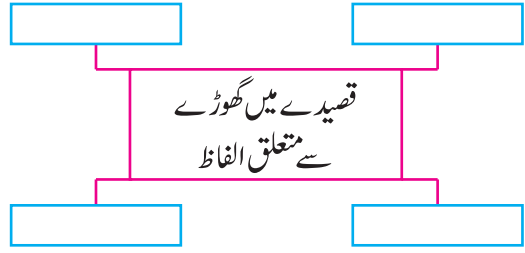
۹۔ شاعر کے دوست کے ساتھ ہونے والے واقعے کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

- ۱۰۔ شاعر کے دوست کے گھر پہنچنے کی روداد بیان کیجیے۔
- ۱۱۔ پیسے، بادبان اور گھوڑے کے درمیان ربط کو واضح کیجیے۔
- ۱۲۔ نظم سے صنعتِ مبالغہ کے اشعار نقل کیجیے۔
- ۱۳۔ نظم سے صنعتِ تشبیہ کا شعر نقل کیجیے۔
- ۱۴۔ اپنی پسند کا ایک شعر نقل کیجیے اور پسندیدگی کی وجہ لکھیے۔
- ۱۵۔ ذیل کے ہم معنی الفاظ نظم سے تلاش کر کے لکھیے :
 لگام، سلوانا، بہر حال، شرمندہ
- ۱۶۔ نظم سے محاوروں کو الگ کر کے معنی کے ساتھ لکھیے۔

* ہجویہ قصیدے کو پڑھ کر ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

- ۱۔ ہجویہ قصیدے کی تعریف لکھیے۔
- ۲۔ قصیدے کے اجزا کو ترتیب وار لکھیے۔
- ۳۔ ہجویہ قصیدے کے موضوعات کو واضح کیجیے۔
- ۴۔ شاعر کے دوست کی خصوصیات بیان کیجیے۔
- ۵۔ شاعر کے دوست کے گھوڑے کی خصوصیات تحریر کیجیے۔
- ۶۔ گھوڑے کی ناطقاتی کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
- ۷۔ شاعر کے دوست کی تنخواہ لکھیے۔
- ۸۔ شاعر کے ساتھ اتفاق ہونے والا واقعہ تحریر کیجیے۔

* قصیدہ ’تضحیک‘ روزگار پڑھ کر ذیل کی سرگرمی مکمل کیجیے۔



* درج ذیل مصرعوں کو مکمل کیجیے۔

اس مضحکے کو	
اکثر مدبر	
پہلے اسے لگاؤ	
یابادبان باندھو	

اس سے واضح ہے کہ زبان میں الفاظ ایک معنی میں استعمال نہیں کیے جاتے یا لفظوں کو ایک سے زیادہ معنوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ شعر میں الفاظ کا ایسا استعمال کہ ایک لفظ مختلف معنی دے، **’تجنیس تام‘** کہلاتا ہے۔

سودا کے قصیدے ’تضحیک‘ روزگار کے یہ دو اشعار دیکھیے :

نوکر ہیں سو روپے کے ، دیانت کی راہ سے
گھوڑا رکھے ہیں ایک ، سوا تنا خراب و خوار
نے دانہ و نہ کاه ، نہ تیمار ، نے سس
رکھتا ہو جیسے اسپ گلی طفل شیرخوار
ان شعروں میں لفظ ’خوار‘ دو معنی میں استعمال کیا گیا : ’خراب‘ اور
’کھانے یا پینے والا‘۔ اس لیے ان شعروں میں تجنيس تام پائی جاتی ہے۔

* ذیل کے شعر سے تجنيس تام کے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

گل و غنچہ ہے صورتِ جام و مینا
روشِ عکسِ سبزہ سے جوں نقشِ مینا

* گزشتہ جماعتوں میں پڑھی گئی نظموں سے ایسے اشعار تلاش کیجیے جن میں تجنيس تام اور تجنيس تام آئی ہو۔

صنعتِ مبالغہ

گھوڑے کی بجو میں اس کی کمزوری اور لاغری کو شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے :

ہے اس قدر ضعیف کہ اڑ جائے باؤ سے
میخیں گر اس کے تھان کی ہوویں نہ استوار

یعنی گھوڑا اتنا کمزور اور دُلا پتلا ہے کہ جہاں اسے باندھا جاتا ہے اس تھان کو اگر کیلوں سے ٹھونکا نہ گیا ہو تو کمزور گھوڑے کو تیز ہوانے کی طرح اڑا لے جائے۔

شعر میں جب ایسی کوئی بات کہی جائے کہ اس کا واقع ہونا ممکن نہ ہو تو اس صنعت کو **’مبالغہ‘** کہتے ہیں۔ مبالغے کی دوسری مثال :

جاتا تھا جب ، ڈپٹ کے میں اس کو ، حریف پر
دوڑوں تھا اپنے پاؤں سے جوں طفلِ نئے سوار

’تجنيس تام‘

نویں جماعت میں غالب کے قصیدے میں آپ نے پڑھا ہے کہ اس کی ردیف لفظ ’ٹھلا‘ کو کئی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے مثلاً

صبح دم دروازہ خاور ٹھلا - دروازہ کھلا
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا - واضح دھوکا دیتے ہیں
خسرو آفاق کے منہ پر کھلا - اچھا لگا
مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کھلا - بے تکلف ہوا، وغیرہ